Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

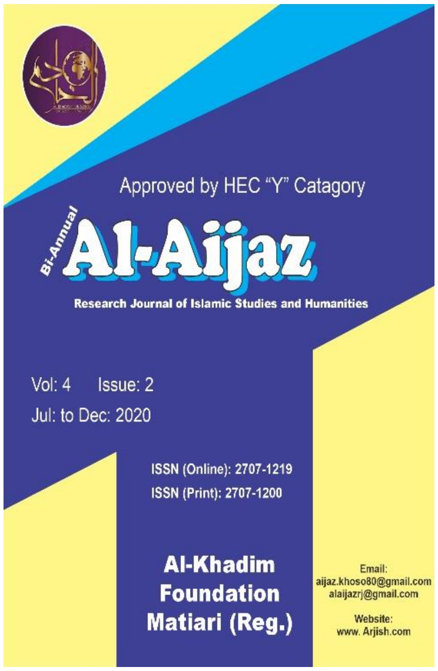

TOPIC:

An analysis of Makhdoom Abdul Wahid Sevistani`s Methodology, In the light of Biyyaz-e-Wahidi

AUTHORS:

1. Muhammad Attaullah, Research Scholar @ University of Karachi.
2. Abdul Ghaffar Madani, Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University.
Email: abdulghaffar_sng@sbbusba.edu.pk, https://orcid.org/0000-0001-5053-1844

How to cite:
Attaullah, M., & Madani, A. G. (2020). U-13 An analysis of Makhdoom Abdul Wahid Sevistani's Methodology, In the light of Biyyaz-e-Wahidi. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *4*(2), 195-207.
https://doi.org/10.53575/u13.v4.02(20).195-207

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/157

Vol: 4, No. 1 | January to June 2020 | Page: 195-207

Published online: 2020-12-06

QR Code

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کے علمی منہج واسلوب کا جائزہ
بیاض واحدی کی روشنی میں

An analysis of Makhdoom Abdul Wahid Sevistani`s Methodology, In the light of Biyyaz-e-Wahidi

Muhammad Attaullah*
Abdul Ghaffar Madani**

Abstract
Makhdoom Abdul Wahid Sevistani (1737-1809) was one of the renowned religious scholars and prolific authors of Sindh. He had great expertise in various branches of Islamic knowledge. Beyaz-e-Wahidi is the most monumental book of Makhdoom Abdul Wahid Sevistani. It is the best of all his literary works. In this article, the biography of Makhdoom Abdul Wahid Sevistani and his work in field of Islamic Jurisprudence is mentioned briefly. Furthermore, methodology to explain and address the various topics, questions and problematic issues and differentiations in Jurisprudence is discussed. No doubt, Makhdoom Abdul Wahid Sevistani collected precious Knowledge from Noble Quran, Hadith, reliable and authentic books of Islamic studies. He also analyzed the deferent opinions and explanations of the prominent scholars of hanafi jurisprudence. This article also deals with his sources and other objects like principles of ifta and fatwa. This article is an attempt to explore his comprehensive efforts and importance of this book.
Keywords: Makhdoom Abdul Wahid Sevistani, Beyaz-e-Wahidi, fiqh, Hanfi, jurisprudence, Sindhi.

برصغیر پاک وہند میں باب الاسلام سندھ کو یہ اولیت حاصل ہے کہ اس خطے میں اسلام کی روشن کرنوں سے سب سے پہلے سندھ منور ہوا، خلفائے راشدین کے سنہری دور میں سرزمین سندھ اسلام کے نور سے جگمگا اٹھی تھی، معروف مسلم تاریخداں بلاذری کے بقول امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سنہ ۱۵ھ میں مسلمانوں کا سب سے پہلا حملہ دیبل (سندھ) پر ہوا۔[1] سندھ وہ عظیم مردم خیز خطہ ہے جس میں مختلف نابغہ روزگار علمی و تحقیقی ہستیوں کا ظہور ہوا، ان میں مخدوم عبدالواحد سیوستانی بھی معروف متبحر عالم ہیں، عبدالواحد سیوستانی تیرہویں صدی کے نادر روزگار عالم وفاضل، مرجع الخلائق مفتی، عظیم صوفی، اور ایک عبقری شخصیت تھے، جس پر ان کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور زمانہ گواہ ہے، اللہ جل سبحانہ تعالیٰ نے انہیں کافی علوم وفنون میں کمال مہارت و بے پناہ بصیرت عطا فرمائی تھی، دین کے تفقہ اور تبحر علمی کا اندازہ ان کے فتاویٰ جات کے ذریعے لگایا جا سکتا ہے، ان کی کتب میں سے خصوصاً ''بیاض واحدی'' کے مطالعہ سے بڑے بڑے اصحاب علم وفضل انگشت بدنداں رہ جاتے ہیں، آپ قرآن پاک، تفاسیر، احادیث، شروحات احادیث اور فقہ حنفی کی امہات کتب سے سائلین کے سوالات کے تسلی بخش و تحقیقی جوابات دیتے ہیں، ان کے فتاویٰ جات میں عقلی اور نقلی دلائل کی فروانی و کثرت

* Research Scholar @ University of Karachi.
** Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto University.
Email: abdulghaffar_sng@sbbusba.edu.pk, https://orcid.org/0000-0001-5053-1844

دیکھ کراہل علم حضرات عش عش کر اٹھتے ہیں، ہم اس حوالے سے فتاوی واحدی کا ایک تحقیقی مگر مختصر جائزہ لیں گے۔

مختصر احوال وآثار:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی ایک علمی، ادبی گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں،آپ کی ولادت باسعادت سنہ ۱۱۵۰ھ بمطابق ۱۷۳۷ء میں سیوہن میں ہوئی۔ سیوہن اس زمانے میں علم وادب کا عظیم گہوارہ تھا، خاص طور مخدوم صاحب کا گھرانہ تو عوام وخواص کی توجہ کا مرکز تھا۔ آپ کا اصل نام محمد احسان تھا اور سندھ میں آپ نعمان ثانی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کا سلسلۂ نسب شیخ شہاب الدین سہر وردی اور مزید آگے خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتا ہے۔(2) مخدوم عبدالواحد سیوستانی نے اس وقت کے دستور کے مطابق تعلیم وتربیت اپنے والد قاضی دین محمد (متوفی ۱۱۹۲ھ) سے حاصل کی جو کہ کلہوڑا دور میں سندھ کے وزیر مذہبی امور و قاضی تھے۔(3) جبکہ آپ کے دادا مفتی عبدالواحد کبیر پاٹائی (متوفی ۱۱۲۳ھ) بھی ایک کہنہ مشق مفتی وصاحب تصانیف جید عالم تھے، وہ بھی اپنے علاقے میں برصغیر کے مشہور بادشاہ اورنگزیب عالمگیر کی طرف سے مقرر کردہ مفتی و قاضی تھے۔(4) مخدوم صاحب کی تعلیم وتربیت علمی گھرانے میں ہوئی اس بناء پر آپ نے چھوٹی عمر میں ہی علوم نقلیہ وعلوم عقلیہ میں کمال مہارت حاصل کر لی تھی اور فقہ میں غیر معمولی دلچسپی کی بناء پر جلد اپنے یہاں کے علماء وفقہاء میں ممتاز ہوگئے۔ آپ سلسلۂ طریقت وروحانیت میں خواجہ صفی اللہ مجددی، نقشبندی (متوفی ۱۲۱۲ھ) سے بیعت تھے اور انہوں نے سلسلہ نقشبندیہ میں آپ کو خلافت واجازت سے بھی نوازا تھا۔(5)

چند ممتاز تلامذہ:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کا گھرانہ پچھلی کئی صدیوں سے علم وفضل اور قضا وافتاء کے حوالے سے سندھ بھر میں معروف تھا، دادا و والد کے بعد آپ کو ارشاد وتربیت اور وعظ وافتاء کی ذمہ داری تفویض کی گئی، اور آپ اپنے انتقال تک مسند درس وتدریس کو رونق بخش کر جہاں طالبان علم ومعرفت کی تشنگی دور کرتے رہے وہاں عوام وخواص کی دینی رہنمائی کا فریضہ بھی خوش اسلوبی سے ادا کرتے رہے، اس عرصے میں مخدوم صاحب سے بڑے بڑے اصحاب علم وفضل نے تحصیل علم وکسب فیض حاصل کیا، ان مشاہیر علم وفن میں سے علامہ محمد حسین سیوستانی، آخوند رازق دنو، رئیس محمد حسن کھارد، مخدوم عارف سیوستانی، میاں محمد امین خیر پوری، شیخ عابد سندھی، غلام رسول افغان خاموش، عبدالحکیم سیوستانی، مخدوم محمد صادق، محمد فاضل، قاضی فیض محمد، قاضی اللہ جو کھیو، علی بن محمد، محمد افضل وغیرہ کے نام تاریخ کے اوراق میں محفوظ رہ گئے۔(6)

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کا علماو مشائخ میں مقام:

مشہور اہل علم وکثیر اصحاب علم وفضل نے مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی علمی عظمت وفضیلت کے معترف تھے اور ان کو عمدہ القاب سے نوازا ہے۔ جیسے خواجہ فضل اللہ مجددی، نقشبندی (متوفی ۱۲۱۲ھ) نے عمدۃ المقامات میں مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: مخدوم عبدالواحد سیوستانی ظاہری وباطنی فضائل وکمالات سے متصف ہیں، اور انہیں ہمارے حضرت خواجہ صفی اللہ مجددی سے

اجازت وخلافت ملی تھی۔ (7) مخدوم الحاج محمد ہالائی (متوفی ۱۳۳۶ھ) اپنے فتاوی جات میں کثیر مقامات پر "بیاض واحدی" سے اقتباس نقل کئے ہیں، ایک مقام پر مخدوم صاحب کی تعریف میں لکھتے ہیں: العلامہ، المحقق، المدقق، مخدوم عبدالواحد سیوستانی۔ (8) اس طرح مخدوم عبدالواحد سیوستانی کے ایک شاگرد علی بن محمد اپنے استاد گرامی کی تعریف اس قدر عمدہ لفظوں سے کی ہے: مخدوم الخادیم، سندالا قالیم، طور العلم، نورالہدی، عالم ربانی مخدوم عبدالواحد سیوستانی علیہ الرحمۃ الرحمانی۔ (9)

تصنیف وتالیفات:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی مروجہ علوم نقلیہ اور علوم عقلیہ پر کمال بصیرت رکھتے تھے، فقہ میں ان کی مہارت مسلم ہے، آپ نے متنوع موضوعات پر تصانیف وتالیفات کا کثیرہ ذخیرہ چھوڑا ہے، آپ کی کتب فقاہت وذکاوت، علم ودانش کے گوہر نایاب سے مرصع ومزین ہیں۔ ان میں مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب ورسائل میں سے یہ کتب معروف ہیں: ۱۔ جمع المسائل علی حسب النوازل (المعروف بہ بیاض واحدی، جلد اول، طبع ۱۹۲۷ء، بیاض واحدی جلد دوم، جلد سوم، جلد چہارم)، ۲۔ حسن الفہم والتعقل فی جمع الکسب والتوکل، ۳۔ اصدق التصدیق بالفضلیہ الصدیق، ۴۔ ارشاد الصواب لمن وقع فی بعض الاصحاب، ۵۔ غایۃ الصراحۃ فی تحریم النیاحۃ، ۶۔ کشف الکامن فی علم الباطن، ۷۔ تہدید الغافر تعذیب الکافر، ۸۔ تیسر القدیر فی اضحیۃ الفقیر، ۹۔ القول الجلی فی تذکیر البغی، ۱۰۔ انوار الفیوضات الباطنیۃ فی امتیاز اہل الباطن من الباطنیۃ، ۱۱۔ ازالۃ الاشتباۃ فی قطع ہمزۃ یاالله، ۱۲۔ الازہار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ، ۱۳۔ اربعین بروایت سراج المسلمین، ۱۴۔ اربعین فی فضل المجاہدین، ۱۵۔ لطف اللطیف فی اعطاء الرغیف، ۱۶۔ مرأۃ الحلیۃ، ۱۷۔ ایضاح الخافیۃ فی سوال العافیۃ (درالمختار کی ایک عبادت کا جواب)، ۱۸۔ طریق السداد فی وجوب الاعتداد، ۱۹۔ جبر السکیں فی کسر التنوین، ۲۰۔ تسہیل الصعب فی ابیات الکعب، ۲۱۔ بسط المقال فی حل الاشکال، ۲۲۔ فضائل ربیع۔ ۲۳۔ حواشی اشباہ والنظائر، ۲۴۔ رش الانوار حاشیہ الدرالمختار، ۲۵ الاستدراک للدوراک، ۲۶۔ السبیل الوسطی فی اعفاء اللحیہ، ۲۶۔ امداد النبی فی استمداد الولی ۲۷۔ اربعین فی رشد الطالبین، ۲۸۔ دیوان واحدی، ۲۹۔ انشاء واحدی، ۳۰۔ نص السارب فی قطع الشارب ۳۱۔ الیسر المطلوب فی زیارۃ اکبر محبوب، ۳۲۔ الاستدراک لضعف ادلۃ التنباک، ۳۳۔ البراہین الغرفی منع بیع الحر، سمیت اور کثیر کتب ورسائل ارباب علم ودانش کے یہاں معروف ہیں، ان میں سے بہت سی تالیفات زمانے کے دست وبرد کی نذر ہو گئیں ہیں۔ (10)

انتقال پر ملال:

مخدوم عبدالواحد نے اپنی بھرپور علمی زندگی گزار کر ۴۷ سال کی عمر میں ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ بمطابق ۱۸۰۹ء میں داعی اجل کو لبیک کہا، ان کی تدفین آبائی قبرستان میں ہوئی، ان کی تاریخ وفات پر خلیفہ غلام محی الدین سیوستانی نے تاریخی قطعہ یہ بیان کیا۔

جستم از ہاتف کہ ہان تاریخ رحلش رابگو

آفتاب دین بود و باد بار حمت بگفت (11)

۱۲۲۴ھ

بیاض واحدی کا تعارف، خصوصیات، منہج واسلوب:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی سندھ میں فقہ میں مہارت کے سبب نعمان ثانی کے لقب سے مشہور تھے، فتوی نویسی میں آپ غیر معمولی دلچسپی رکھتے تھے، جمع المسائل علی حسب النوازل المعروف بہ بیاض واحدی میں آپ کے فتویٰ جات کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے آپ علماءو عوام کے مرجع تھے، بیاض واحدی میں اکثر سوالات فارسی میں ہوئے، کچھ عربی زبان میں اور بعض مقامات پر سندھی کے الفاظ بھی نقل ہوئے، ان سوالات کے جوابات مخدوم صاحب عربی میں دیتے تھے، بیاض واحدی کی سب سے عمدہ خصوصیت تو یہ ہے اس میں جن موضوعات اور مسائل کو زیر بحث لایا گیا ہے اور جو استفسارات کے جوابات دیئے گئے ہیں وہ جوابات قرآن کریم، احادیث واقوال ائمہ دین سے مزین ہونے کے ساتھ اس قدر جامع ہیں کہ ان میں کسی بھی طرح کوئی ابہام یا سقم نہیں پایا جاتا، فن فتویٰ نویسی میں آپ کے تبحر علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ فتاویٰ واحدی کے اکثر مستفتین میں علماء و مشائخ اور اہل علم طبقہ ہے، آپ سے کافی مقامات پر سوالات بھی مختلف کتب کی عبارت کی تسہیل و توضیح اور ترجیح اقوال کے لیے ہوئے ہیں، اس طرح بعض مقامات پر سندھ کے دیگر علماء و مفتیان کرام کے فتاوی جات کی تائید یا ان پر تنقید دلائل کی فروانی کے ساتھ کرتے ہیں، بیاض واحدی کے اسلوب بیان کی ایک خوبی یہ بھی اس میں صاحب فتویٰ نے تحقیقی و تنقیدی انداز کو اختیار کیا ہے، بیاض واحدی کے فتاویٰ کتاب وسنت کی تائیدات واقتباسات سے آراستہ ہونے کے ساتھ احناف کے اصول وفروع پر مخدوم صاحب کی کمال بصیرت کی غمازی کرتے ہیں، بعض تحقیقی فتاویٰ میں تو حدیث، فقہی کلیات و جزئیات واقوال ائمہ احناف کا سیل رواں موجیں مارتا نظر آتا ہے، بعض حسب ضرورت انتہائی مختصر اور بعض طویل اور بعض فتاویٰ کئی صفحات پر مشتمل ہیں جنہیں رسالہ قرار دیا جاسکتا ہے، اسی طرح مختلف مسائل کو بیان کرتے ہوئے تمام پہلو پر نظر رکھی ہے، فقہی مسائل کی وضاحت کے دوران تمام کتب کے اقتباسات کے ماخذ کے ساتھ اقوال فقہاء کے بکثرت حوالہ جات موجود ہیں اور راجح اقوال کی ترجیح موجود ہے۔ بیاض واحدی کی پہلی جلد تقریباً ایک صدی قبل لاہور سے شائع ہوئی تھی، جبکہ باقی اجزاء مخطوطہ کی صورت میں سندھ کے مختلف مکتبوں میں موجود ہیں۔ بیاض واحدی کی خصوصیات کا مختصر اًجائزہ پیش ہے۔

آیات قرآنی وکتب تفاسیر سے استدلال:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی علوم قرآن و تفاسیر قرآن کی کتب پر گہری نظر تھی، مثلاً ایک مقام پر آپ سے سوال ہوا کہ آیت مقدسہ {ونحن أقرب إليه من حبل الوريد}(12) میں قریب سے کیا مراد ہے: اس کا جواب دیتے ہوئے آپ نے لکھا اہل تفاسیر لکھتے ہیں: اس سے علمی قربت مراد ہے۔ جلالین میں ہے یعنی ہم اپنے علم کی بناپر ان کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔ تفسیر بیضاوی میں یعنی شہ رگ سے قریب تر سے بھی زیادہ ہم اس کے احوال سے باخبر ہیں، جائز ہے کہ علمی قربت کے سبب ذاتی قربت مراد ہو۔ تفسیر مدارک میں ہے اس میں اللہ کے علم کی قربت مراد ہے۔ نیز یہ آیت متشابہات میں سے ہے۔ اس آیت سے انسان کے شرف و فضیلت کا پتہ چلتا ہے۔ تفسیر معینی میں نحن أقرب یعنی ہم علم کے سبب ان کے قریب ہیں، مزید لکھتے ہیں میرے نزدیک زیادہ مناسب یہ اس آیت کی تاویل نہ کی جائے اس کا حقیقی علم اللہ تعالی

کے پاس ہے، نیز اہل علم کا اس آیت کا تاویل کرنے کی سبب مخلوق سے اللہ جل شانہ کی مشابہت والا وہم دفع کرنا ہے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی مکتوبات میں لکھتے ہیں: اس سے علمی قربت والی تاویل کے علاوہ بھی خدشہ و وہم دفع کیا جاسکتا ہے، فرماتے ہیں: حق جل شانہ کی انسان سے قربت، میلاپ اور اتحاد اس طرح ممکن ہے جیسے مادی اشیاء کا عکس اور صورت آئینے میں ہوتی ہے، اللہ جل شانہ کے اپنی مخلوق سے اس نمونے کے قرب اور معیت میں کوئی خطرے کی بات نہیں۔ مثلاً مادی اور جسمانی اشیاء جن کا عکس آئینے میں آتا ہے اور آئینہ میں اس سے خلل وعیب واقع نہیں ہوتا اور نہ کوئی چیز اس میں داخل ہو کر حلول کرتی ہے۔ مزید لکھتے ہیں: معلوم ہوا اللہ جل شانہ اور بندے کی قربت اور میلاپ کی اوپر ذکر کردہ معانی کے علاوہ بھی معانی بیان ہوئے، ان کو تسلیم کرنے سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے مشابہت اور یکسانیت کا جو شبہ پیدا ہوتا وہ ختم نہیں ہوگا، ہاں مگر جو ایمان والے ہیں وہ اللہ جل شانہ کے وجود کی کیفیت کی ٹوہ میں نہیں پڑتے وہ اس سے اعراض کرتے ہیں اور حقیقت حال اللہ خبیر و بصیر کے سپرد کرتے ہیں۔[13] اس کے علاوہ کافی مقامات پر آپ نے قرآن و تفاسیر کے حوالہ جات سے اپنے فتاوی کو مزین ومرصع کیا ہے۔

علم حدیث وکتب احادیث پر گہری نظر:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی علم حدیث واصول حدیث پر کامل دسترس رکھنے والے عظیم محدث ویکتائے روزگار فقیہ تھے، علم حدیث میں آپ کی مہارت بیاض واحدی کے مطالعہ سے خوب عیاں ہوتی ہے، مثلاً آپ سے سوال پوچھا گیا کہ نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھی جائے یا بالجہر پڑھی جائے اس پر تحقیق بیان کرتے ہیں: نماز میں بسم اللہ آہستہ پڑھنا سنت ہے اور باآواز بلند پڑھنا مکروہ ہے، قہستانی میں ہے ثناء، تعوذ اور بسم اللہ آہستہ پڑھنا سنت ہے، باآواز بلند پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ محیط وغیرہ میں ہے۔ مزید یہ کہ امام ترمذی فرماتے ہیں: اکثر صحابہ وتابعین کرام کے نزدیک بالجہر بسم اللہ پڑھنا خلاف سنت اور جس حدیث میں بسم اللہ آہستہ پڑھنے کا حکم ہوا وہ صحیح ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں، امام دار قطنی کہتے ہیں: بالجہر بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں کوئی صحیح حدیث نہیں، شرح مغنی میں اس کی تائید بیان ہوئی، فتح القدیر میں اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ بعض حفاظ حدیث سے بسم اللہ بالجہر پڑھنے کے بارے میں صریح حدیث ثابت نہیں، محدثین کے نزدیک اس حدیث کی اسناد پر کلام ہے، اسی وجہ سے چار کتب، مسانید وامام احمد نے بالجہر والی احادیث بیان کرنے سے گریز کیا ہے۔ حالانکہ ان کی کتب میں ضعیف احادیث بھی موجود ہیں، ابن تیمیہ اور ہم نے امام دار قطنی سے نقل کیا: نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھنے کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کی کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں، لہذا صحیح حدیث کو چھوڑ کر غیر صحیح حدیث پر عمل درست نہیں، یہ سلیم الطبع پر مخفی نہیں۔ حضرت علی سے مروی حدیث سے دلیل لینا درست نہیں، صحیح مسلم میں حضرت انس سے مروی ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ اور صدیق اکبر، عمر فاروق، عثمان کی اقتداء میں نماز ادا کی یہ اشخاص بسم اللہ بالجہر نہیں پڑھتے تھے۔ مختلف احادیث نقل کرنے کے بعد آخر میں تحریر کرتے ہیں: نماز میں بسم اللہ بالجہر پڑھنے کے مقابلے میں آہستہ پڑھنے والی احادیث زیادہ صحیح ہیں، کسی حنفی مقلد کے لیے یہ روا نہیں کہ صحیح اور قابل ترجیح حدیث کو ترک کرے، اور غیر صحیح اور مرجوح روایت کو اختیار کرکے اپنے مذہب سے اعراض کرے؟ یہ اصول بھی بیان کردیا کہ راجح حدیث ترک کرکے مرجوح حدیث پر عمل کرنا جہالت ہے۔[14]

اس طرح ایک مقام پر آپ سے سوال پوچھا گیا کہ کمبل اور اونی کپڑے پر نماز پڑھنا بلا کراہیت جائز ہے یا نہیں، اگر کراہیت ہے تو تنزیہی یا تحریمی؟اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: اونی کپڑے اور جانوروں کے بالوں سے تیار کردہ کپڑے پر نماز جائز ہے مگر افضل یہ ہے کہ سجدہ زمین کی جنس پر ہونا چاہیے جیسا کہ صاحب متانہ نے تحریر کیا، جانور کے بالوں و کھالوں سے تیار کردہ جائے نماز پر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں، شرح منیۃالمصلی میں ہے: امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ ہے، ہمارے نزدیک یہ ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے چٹائی اور چمڑے پر نماز ادا فرمائی (سنن ابوداود) سفر السعادۃ میں ہے رسول اکرم نے رنگے ہوئے چمڑے پر نماز ادا فرمائی، جعفر بن عمرو وغیرہ سے روایت ہے بارش شروع ہوئی تو رسول اکرم ﷺ کے لیے چٹائی لائی گئی تو آپ نے اس پر نماز ادا فرمائی (عبدالرزاق) کثیر صحابہ کرام بھی چٹائی پر نماز پڑھا کرتے تھے، جیسا کہ قبیلہ بکر بن وائل کے ایک شخص سے روایت ہے میں نے حضرت علی کو مصلی پر نماز پڑھتے دیکھا جو کہ چٹائی کی طرح تھا، آپ نے اس پر رکوع وسجدہ کیا۔(ابن ابی شیبہ) ان میں سے ابن عباس، ابن مسعود، جابر اور ابودرداء رضی اللہ تعالی عنہم بھی ہیں، عامر سے مروی ہے میں نے ابن عباس کے ساتھ آپ کے گھر میں چٹائی پر نماز پڑھی، جبیر بن نفیر کہتے ہیں: ابودرداء نماز پڑھتے ہوئے چٹائی پر سجدہ کرتے تھے، عیسی بن سنان کے مطابق میں نے عمر بن عبدالعزیز کو چٹائی پر سجدہ کرتے دیکھا۔(ابن ابی شیبہ) ابووائل کی روایت کے مطابق ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی چٹائی پر نماز پڑھی تھی۔ (مصنف عبدالرزاق) اصل یہ کہ چٹائی اور کپڑے کے جائے نماز پر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کا فعل اس کے جواز پر دلالت کرتا ہے۔ یہ بات ذہن نشیں رہے فقہائے کرام نے لکھا کہ جنس زمین پر نماز پڑھنا افضل ہے، امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا کہ حدیث میں چٹائی اور کپڑے وغیرہ زمین کی جنس سے نہ بنے ہوئے مصلے پر نماز پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ یہ ہمارا اور جمہور کا مذہب ہے، باقی زمین پر نماز پڑھنا عاجزی وانکساری کی دلیل ہے، اور سردی گرمی سے بچنے کے لیے مصلے پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔[15] اس طرح بیاض واحدی کے مختلف مقامات عمدہ تحقیق و کثیر احادیث سے مزین ہیں جن سے کتب احادیث پر آپ کی گہری نظر کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔

فقہی جزئیات واقوال ائمہ کی کثرت مع دلائل کی فروانی:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی فقہ میں غیر معمولی دسترس رکھتے تھے، کتب فقہ کی اکثر جزئیات آپ کو مستحضر رہتی تھیں، آپ اپنے فتاویٰ میں مختلف مقامات پر کثیر جزئیات واقوال ائمہ نقل کرکے پھر راجح قول کی وضاحت کردیتے جیسے، مثلاً داڑھی پر مسح کرنے کے بارے میں سوال ہوا کس روایت پر عمل کیا جائے؟ تو آپ نے داڑھی کے مسح کے بارے میں آٹھ اقوال ذکر کئے، جس میں ایک قول کو ترجیح حاصل ہے، باقی سات اقوال کو اگرچہ بعض مشائخ نے صحیح کہا مگر فتویٰ ان پر نہیں، تفصیل یہ ہے: ١۔ داڑھی کے چوتھائی حصے کا مسح کیا جائے اس قول کو کافی، کنز، منتقی نے اختیار کیا۔ ٢۔ جو حصہ کھال سے ملا ہوا اس کا مسح کیا جائے اس کو قاضی خان نے اختیار کیا اور صحیح قرار دیا، مجمع، خزانۃ المفتین، جواہر الاخلاطی نے اس قول کی تائید کی۔ ٣۔ پوری داڑھی کا مسح کیا جائے جواہر الاخلاطی نے اس قول کو احسن قرار دیا اور کہا یہ صحیح ہے، اسی پر فتویٰ ہے، تحفۃ الفقہا نے بھی اس پر، اصح، احوط اور علیہ الفتویٰ کا قول ذکر کیا۔ ٤۔ تہائی داڑھی کا مسح کیا جائے زیلعی نے اس کو ذکر کیا ہے

جیسا کہ تحفہ میں ہے۔۵،۶۔داڑھی کے تہائی یا چوتھائی حصے کا مسح کیا جائے، یہ اقوال اصول کی کتب سے نہیں لئے گئے جیسا کہ جواہر الاخلاطی میں اس کی وضاحت ہے۔۷۔ مسح بلکل نہ کیا جائے جیسا کہ تحفہ میں ہے اور ظاہری اصول کے مطابق یہ قول ہے۔۸۔ تمام داڑھی کو دھویا جائے، یہ تنویر الابصار میں ہے، در مختار میں ہے صحیح مذہب کے مطابق اس قول پر فتویٰ ہے، علما نے اس قول کو پسند کیا ہے، البحرالرائق، السراج الوہاج، بدائع الصنائع، ظہیریہ، الایضاح، شرح منیۃ المصلی، محیط، معراج الدرایہ وغیرہ کتب فقہ سے عبارات نقل کر کے اس مسئلے کو واضح کیا ہے، عقلی دلیل بھی پیش کر کے مختار قول کو ثابت کیا ہے۔[16]

ایک مقام پر آپ سے سوال ہوا کہ اگر بدن پر نجاست خفیفہ لگے تو اس کا کیا حکم ہے ؟اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ظاہر ہے بدن، کپڑے کے حکم میں ہے، اس کی چوتھائی کا اعتبار کیا جائے گا، بحر میں ہے چوتھائی کی کیفیت میں فقہاء کا اختلاف ہے، تین اقوال معروف ہیں: جس پر نجاست لگی، کپڑا جیسے دامن وآستین ہو تو اس کی چوتھائی کا دھونا پڑے گا، جسم ہو جیسے ہاتھ پاؤں تو عضو چوتھائی حصہ دھویا جائے گا۔ تحفہ، محیط، مجتبیٰ، بدائع اور سراج نے اس قول کو صحیح کہا ہے، حقائق میں علیہ الفتویٰ لکھا ہے۔ کہا گیا کہ تمام کپڑے اور بدن کے چوتھائی حصہ مراد ہے، مبسوط میں امام سرخسی نے اس کو صحیح قرار دیا جائے۔ کہا گیا کہ، کپڑے کے جس حصے پر نجاست لگے تو اس حصے کا چوتھائی دھونا مراد ہے۔ کونسا قول درست ہے، اس پر ترجیح پہلے قول کو ہے اسی پر فتویٰ ہے اس کی تائید تصحیح قدوری میں ہے، جامع برہانی میں علیہ الفتوی لکھا ہے، نیز در مختار میں ہے فتویٰ کا لفظ، صحیح اور اصح سے زیادہ موکد ہے۔ در مختار کا قول اس کے خلاف ہے، پورے بدن اور کپڑے کو دھونا ہے اگرچہ بڑے ہوں۔ چوتھائی سے کم معاف ہے، یہی مختار مذہب ہے، حلبی میں اس طرح ہے نہر میں اس کو راجح قرار دیا ہے، ایک نسخہ میں اس کا حکم دامن و آستین جیسا ہے، اگرچہ حقائق میں نجاست خفیفہ کے لیے علیہ الفتوی بیان ہوا ہے۔ نہر نے قول اول کے مقابلے میں قول ثانی کو ترجیح دی ہے، جس قول کو بحر نے ترجیح دی وہ اوسع اور احوط ہے، اور اس کی ترجیح کا سبب واضح ہے اور وہ علیہ الفتویٰ سے مزین بھی ہے جبکہ صاحب نہر کی ترجیح معلوم نہیں۔[17]

اسی طرح بیاض واحدی میں ہے: حوض (دہ در دہ) میں وقوع نجاست والی جگہ سے وضو کرنا جائز یا نہیں اس سوال کے بارے میں رقم طراز ہیں: اس مسئلہ میں اختلاف ہے، ظاہری لحاظ سے ترجیح اس قول کو ہے جو بحر میں ہے کہ اس جگہ سے وضو کرنا جائز ہے بشرطیکہ پانی کی کوئی وصف تبدیل نہ ہوا اگر وصف تبدیل ہو تو جائز نہیں، ورنہ یہ جاری پانی کے حکم میں ہے اور نجاست والی جگہ ناپاک نہ ہو گی۔ مگر جب اس اوصاف میں سے کوئی وصف متغیر ہو جائے (تو جائز نہیں) یہ امام ابو یوسف ومشائخ بخارا کا مختار مذہب ہے، تبیین میں ہے: فتح القدیر کے مطابق میں اس بات کا خیال رہے مناسب یہ ہے کہ اس قول کو درست تسلیم کیا جائے یعنی نجاست نظر آنے اور نہ نظر آنے میں فرق نہ کیا جائے کیونکہ یہ دلیل پانی کے کثیر ہونے کی صورت میں مطلوب نہیں، کثیر پانی نجس نہیں ہوگا کہ نجاست گرنے کے بعد فورا زائل ہو جاتی ہے، النصاب میں ہے: اسی پر فتویٰ ہے جیسا کہ شرح منیۃ المصلی میں ہے، عالمگیری میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے ظاہر نظر آنے والی نجاست کی صورت میں پانی ناپاک ہو گا، ہاں وضو چھوٹے تالاب کے برابر جگہ چھوڑ کر دور کیا جائے۔۔۔اس بارے میں مختلف کتب فقہ سے اقوال نقل

کرنے کے بعد فرماتے ہیں جواز اور عدم جواز دونوں اقوال میں سے ترجیح کس کو دی جائے دونوں فریقین کے پاس بکثرت دلائل موجود ہیں، جواز کے قائلین نے علیہ فتویٰ لکھا ہے جبکہ عدم جواز کے قول کو صحیح اور اصح لکھا ہے در مختار میں ہے علیہ فتویٰ صحیح سے زیادہ تاکید والا ہے اور لفظ بہ یفتیٰ، الفتوی علیہ سے زیادہ موکد ہے، اصول یہ ہے اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو ترجیح ظاہری روایہ کو دی جائے گی، مگر یہاں فتویٰ دینے میں اختلاف نہیں بلکہ نزاع اس بات میں ہے کونسا قول صحیح ہے اور فتویٰ کس پر ہے، تو اس باب میں ترجیح سے آپ واقف ہوئے کہ وضو کے جواز پر فتوی عموم بلویٰ کی بناپر ہے جیسا کہ بحر اور معراج الدرایہ میں ہے۔(18)ایک مقام پر مرد وعورت کی نماز میں فرق بیان کرتے ہیں اور صاحب در مختار نے تقریباً پچیس امور کو بیان کیا اور مخدوم صاحب نے تحقیق کر کے مزید اٹھارہ امور میں فرق کو بیان کیا یعنی آپ نے مرد وعورت کی نماز میں تینتالیس امور میں فرق کو تفصیل سے بیان کر دیا۔(19)اس طرح مختلف مقامات پر ان سے بعض سوالات کتب فقہ کی عبارت کی توضیح وتنقیح اور ترجیح کے بارے میں ہوئے ہیں، آپ ان اقوال کی تسہیل کے ساتھ ترجیح اور مختلف کتب کے اقتباسات سے تائید کرتے ہوئے سائلین کے اشکال کو خوب رفع کرتے ہیں۔

مختلف مسالک کا بیان:

بیاض واحدی میں عند الضرورت مخدوم عبدالواحد سیوستانی مختلف ائمہ کے موقف و فقہی میں مسائل کو بھی بیان کر دیتے ہیں: مثلاً آپ سے سوال ہوا کہ کپڑوں پر ایک قسم کی نقش نگاری اور میناکاری کی جاتی ہے جس کو باسم چیٹ کہا جاتا ہے، سردیوں اس کپڑے کو عوام وخواص استعمال کرتے ہیں، کہا جاتا ہے اس صناعت میں جو آلات استعمال کئے جاتے ہیں وہ خنزیر کے بالوں سے بنے ہوتے ہیں، یہ کپڑے پاک ہیں یا نجس؟

ظاہر ہے کہ خنزیر کے بال استعمال کرنے کی اطلاع صحیح اور یقینی نہیں ہے، بلکہ بعض قابل اعتماد لوگوں کے مطابق گھوڑے کے بال اور بانس کے بان کے سفوف جس کو موبخ کہتے ہیں، وہ استعمال ہوتے ہیں، ایسے کپڑوں میں شک ہوتا ہے کہ پاک ہیں یا ناپاک لہذا شک کی بناپر ان کپڑوں کو ناپاک نہیں کہا جائے گا، جواہر الاخلاطی میں ہے: ہر اشیاء میں بنیادی حکم پاک ہونے کا ہوتا ہے الا یہ کہ اس کا نجس ہونا یقینی ہو۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔ الطریقہ المحمدیہ واشباہ واحناف وشوافع کی کتب میں واضح ہے کہ اصل اشیاء میں پاک ہونا ہے، اس وجہ سے میناکاری ونقش گاری کی بناءپر کپڑوں پر نجاست کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اگر آپ کہیں معتمد و باوثوق ذرائع سے ثابت ہو کہ اس میں جو اوزار استعمال ہوتے ہیں ان میں خنزیر کے بال بھی ہیں کیا اس صورت میں بھی کپڑے پر ناپاکی کا حکم لگایا جائے گا؟ تو اس صورت میں اختلاف کی بناءپر علی الاطلاق نجس ہونے کا حکم ہر گز نہ لگایا جائے گا۔ خلاصہ، سراجیہ، مختار الفتاوی، المتانہ، البحر، الحاوی، قہستانی، مبسوط، شرح مکارم وغیرہ کثیر کتب سے اقتباسات نقل کر کے آخر میں رقم طراز ہیں: خنزیر کے بالوں کی رسی یا دوسرے طریقے سے استعمال کرنے کے جواز کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ وامام مالک تری ہونے کے باوجود استعمال کی اجازت دیتے ہیں، امام شافعی کے نزدیک منع ہے اور امام احمد اس کو مکروہ قرار دیتے ہیں، اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے خنزیر کے بالوں میں سے نہ صرف بطور دھاگا بلکہ اس کو کپڑوں کی نقش نگاری وغیرہ میں استعمال کیا

جاسکتا ہے، اگرچہ میناکاری و نقش نگاری کے لیے گھوڑوں کے بال بھی استعمال کئے جاسکتے ہیں مگر اس مقصد کے لیے خنزیر کے بال استعمال کرنا عوام کا معمول ہے، اس وجہ سے رخصت ہے۔ اسی بنیاد پر مذکورہ طریقے سے نقش نگار کردہ کپڑے امام ابو حنیفہ کے یہاں پاک ہیں، ہاں حکام وغیرہ کارخانہ مالکان و تاجروں پر پابندی لگا کر گھوڑے کے بال استعمال کرنے کا حکم دے سکتے ہیں تاکہ اختلاف ختم ہو، باقی علمائے کرام کے مطابق یہ کپڑا پاک رہتا ہے اور اسی میں احتیاط ہے کہ نجاست کی شک کی بنیاد پر کپڑے پر ناپاک ہونے کا حکم نہیں لگایا جائے گا، ہاں اگر یقین بھی ہو کہ خنزیر کے بال استعمال ہوئے تو بھی حرج و تنگی کو دفع کرتے ہوئے عموم بلویٰ کی بناء پر امام محمد کے قول پر فتویٰ دیا جائے گا۔[20]

فتاویٰ نویسی کے اصول وضوابط:

مخدوم عبدالواحد ایک کہنہ مشق مفتی تھے، آپ نے بیاض واحدی میں جگہ جگہ رسم المفتی اور فن فتویٰ نویسی کے حوالے سے اہل علم کے اصول وضوابط واہم نکات کو نقل کرکے متعلمین وافتاء سے وابستہ مبتدیان کی رہنمائی کی ہے۔ مثلاً ایک مقام پر لکھتے ہیں: عندالضرورت مفتی ایسے قول پر فتویٰ دے سکتا ہے جس کے سبب عوام پر آسانی اور تنگی ومشقت دور ہو۔ لکھتے ہیں: یہ بات فقہ کے اصول وتقاضا کے عین مطابق ہے کہ اگر مفتی ضرورت کے تحت ایسے قول پر فتویٰ دے کہ عوام کے لیے آسانی ہو اور امت سے حرج وتکلیف ختم ہو، جیسا کہ قنیہ میں مفتی کو چاہئے ہے ایسے قول پر فتویٰ دے جس میں عوام کے لیے آسانی ہو، مزید بحث کے بعد لکھتے ہیں: عمومی حرج وتکلیف کا قاعدہ یہ کہ صحیح قول کو غیر صحیح کی طرف پھیرا جاسکتا ہے، جس سے عوام پر آسانی اور حرج دفع ہو یہ مسلم اصول ہے۔[21] اسی طرح ایک مقام پر لکھتے ہیں: یہ اصول بھی تسلیم شدہ ہے کہ فتویٰ متن کے خلاف نہ دیا جائے گا۔ اگر فتویٰ ومتن میں اختلاف ہو تو ترجیح متن کے قول کو ہوگی۔ اسی طرح اگر شرح کا قول متن کے برخلاف ہوگا تو بھی ترجیح متن کو حاصل ہوگی۔[22] اسی طرح ایک مقام پر شرح الاذکار کے حوالے سے لکھتے ہیں: علامہ ابن علان کہتے ہیں کہ چوتھی صدی کے بعد مجتہد ختم ہوگئے، بزازیہ میں ہے ہمارے زمانے میں مجتہد نہیں پائے جاتے، یہ بات مسلم ہے کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے مذہب کے برخلاف عمل کرے۔[23] ایک مقام پر لکھتے ہیں: علیہ الفتویٰ صحیح سے زیادہ تاکید والا ہے اور لفظ بہ یفتیٰ، علیہ الفتوی سے زیادہ موکد ہے، اصول یہ ہے اگر کسی مسئلے میں اختلاف ہو تو ترجیح ظاہری روایت کو دی جائیگی۔[24] اسی طرح کبھی معتمد کتب وناقابل اعتماد کتب کا تذکرہ کردیتے جیسے ایک مقام پر لکھتے ہیں: مطلوب الواقعات غیر معروف کتاب ہے، اس میں عجیب وغریب اقوال بیان ہوئے ہیں، اس میں اکثر اقوال لائق اعتماد نہیں ہیں۔[25] فقہ حنفی کی کتاب قنیہ کے بارے میں مکتوبات امام ربانی کے حوالے سے لکھتے ہیں لاہور کے جید عالم مولانا جمال الدین فرماتے تھے: قنیہ کے اکثر اقوال ناقابل اعتماد اور معتمد کتب کے برخلاف ہیں۔[26] اسی طرح ایک جگہ لکھا کہ درمختار میں ہے دوسرے ائمہ کے مقابلے میں قاضی خان کسی قول کو صحیح قرار دے یہ بات اعتبار لائق ہے۔[27]

بیاض واحدی میں اصلاحی پہلو ورسومات باطلہ پر گرفت وتنقید:

مخدوم صاحب نے معاشرہ کی غلط رسم ورواج اور بدعات قبیحہ کی بیخ کنی میں اپنا کردار ادا کیا، بیاض واحدی کی مختلف مقامات پر عوام میں رائج غلط رسومات کے حوالے سے لکھتے ہیں: میت والے گھر تعزیت کے تین دنوں میں کھانا کھانے کا جیسے معاشرے میں رسم ورواج ہے اس کی

شریعت میں ممانعت ہے، خلاصہ میں ہے کہ غمی میں عام لوگوں کو کھانا کھلانا منع ہے مگر غرباء کو کھلانے میں حرج نہیں یہ مستحب ہے۔ متانہ میں میت کے گھر کھانا کھانے کی ممانعت سے مراد مروجہ رسم ورواج یعنی دعوت وولیمہ کی طرح کھانا کھلانا منع ہے باقی غرباء وفقراء یا مہمان کو کھانا کھلانے میں حرج نہیں۔[28] اسی طرح بعض اوقات جہالت کی بناء پر جھوٹی ومن گھڑت قبریں بنالی جاتی ہیں اس بارے میں سوال ہوا کہ ایک شخص کا گمان ہے فلاں ٹیلے کے پاس ولی اللہ کی قبر ہے مگر اس کے پاس کوئی ثبوت نہیں اس قبر کی زیارت کرنا کیسا؟ اس سوال پر آپ نے لکھا کہ بظاہر اس طرح کی فرضی قبر جس میں میت نہ ہو اس سے منع کرنا چاہیے، سچی قبر کی زیارت کرنا مستحب ہے، فرض یا واجب نہیں جبکہ جھوٹی من گھڑت قبر کی زیارت کرنا کفر ہے۔ صاحب اخوان الفتاویٰ کے حوالہ سے تحفۃ الفقہاء میں ہے ایسا شخص کافر ہو گیا اس کا نکاح ٹوٹ گیا۔ لہذا اس سے بچا جائے اور اپنے وہم وگمان سے قبر بنانے کی ضرورت ہی کیا۔ قبر میں کسی مسلمان میت کی ہڈیاں نہ ہوں تو ثواب کی نیت سے انتظامیہ پر لازم ہے فساد کے روک تھام کرے اور کوئی شخص حصول منفعت زیارت کی طرف توجہ نہ کرے کہ اشباہ میں ہے فساد اور فتنے کا دروازہ بند کرنا مصلحت حاصل کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔[29]

عوام میں مشہور ہے کہ امام کا امام کون ہوتا ہے؟ اس سوال کی اہمیت اور اصلیت کیا ہے؟ اس پر لکھتے ہیں یہ فضول وبے بنیاد اعتراض ہے کہ امام کے لیے بھی امام ہو ناضروری ہے اور جو یہ کہا جاتا ہے امام کا امام قرآن کریم اس دعوے کی کوئی دلیل واصل نہیں۔ قرآن مجید تمام مومنین کا امام ہے اس پر تمام کو عمل کرنا ضروری ہے۔[30] عاشورہ کے روز کیا کرنا چاہیئے اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں، افراط وتفریط سے اعراض کرتے ہوئے اعتدال کی راہ یہ ہے کہ واقعہ کربلا کے بیان کے وقت {إنا لله وإنا إليه راجعون}[31] پڑھے تاکہ اجر موعود پائیں، یہ بات مخفی نہیں ہے کہ یہ واقعہ ایک مومن کے لئے مصیبت ہے اس لئے اس کے ذکر کے وقت استرجاع کیا جائے (یعنی إنا لله وإنا إليه راجعون پڑھا جائے)، ناصبی فرقہ کی طرح خوشی نہ کریں، بعض فرقوں کی طرح من گھڑت بدعات سے بچائیں، جاہلیت والی رسوم ورواج اور جزع وفزع، گریہ زاری سے بچیں۔[32] عورتوں کے قبرستان جانے کے حوالے سے لکھتے صحیح قول کے مطابق قبرستان جاسکتی ہیں پھر آپ نے کافی احادیث وائمہ کی کتب سے وروایتً ودرایتً اس بحث کو عمدگی سے بیان کیا اور آخر میں لکھتے ہیں رہی درایت یعنی عقلی اعتبار سے اس زمانے میں عورتوں کو زیارت قبور سے منع کرنے کا سبب یہ ہے کہ فتنہ فساد بڑھ گیا ہے، جس سے بجائے ثواب کے گناہ حاصل ہوتا ہے۔ ظاہر ہے عورتیں بھی نبی کریم ﷺ کے فرمان اب زیارت کرو میں شامل ہیں، یعنی زیارت قبور جائز ہے جہاں فتنہ فساد نہ ہو۔[33]

مخدوم عبدالواحد سیوستانی علماء ومشائخ کے مرجع فتاویٰ:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی سندھ میں قضاء وافتاء کے حوالے سے غیر معمولی شہرت رکھتے تھے، آپ مرجع العلماء والمشائخ تھے، بیاض واحدی میں کثیر اہل علم ومشائخ کا تذکرہ ہے جن میں سے بعض نے حل اشکالات کے لیے تو بعض نے تائیدات کے لیے رجوع کیا، اس طرح تعقبات، تنبیہات وتسامحات وغیرہ کو بیان کرتے ہوئے کافی اہل علم کے نام جمع ہوگئے ہیں، جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں: مخدوم دین محمد بوبکانی، محمد صادق متعلوی، قاضی اشرف بوبکانی، فقیر احمد، مخدوم معظم سیوستانی، قاضی مقبول شاہ، مخدوم حامد آگھی، علامہ سائیں ڈنہ

نصرپوری، قاضی عبد الحکیم، مفتی محمد یوسف ٹھٹوی، قاضی محمد صفی، قاضی کرم اللہ، قاضی لطف اللہ، سید عاقل شاہ، قاضی صدیق نصرپوری، قاضی یار محمد، قاضی احمد، محمد کامل، علامہ قاضی محمد شکارپوری، مخدوم عبدالہادی، مخدوم سلمان نصرپوری، قاضی مولی ڈنہ خیرپوری، قاضی محمد شجاع ہالانی، گل محمد ڈیتھو، مفتی عزت اللہ، مفتی محمد مقیم، قاضی ابوالحسن، قاضی عبدالرحمٰن، عبداللہ، ضیاءالدین، مخدوم روح اللہ، مخدوم دین محمد، ابوالمعالی، میاں نور محمد نصرپوری، عامر صوفی اگھی، میاں احمد کیریائی وغیرہ ان کے علاوہ بیاض واحدی میں جن سندھی علمائے کرام کی کتب سے استفادہ کیا گیا ان کے نام یہ ہیں: مخدوم جعفر بوبکانی، ابوالطیب سندھی، خاتمۃ المحدثین والفقہاء مخدوم ہاشم ٹھٹوی صاحب۔ مخدوم عارف شکارپوری، مخدوم رحمت اللہ ٹھٹوی، ابوالحسن داہری، مخدوم حامد بوبکانی، عارف کامل مخدوم ابراہیم، شیخ المشائخ عالم ربانی میاں عبداللہ نصرپوری، نور محمد شکارپوری وغیرہ، الغرض مخدوم عبدالواحد سیوستانی سندھ میں علم و فضل کے حوالے سے معروف شخصیت اور مرجع الخلائق مفتی تھے۔

بیاض واحدی کے مصادر و مراجع :

بیاض واحدی میں جن مراجع و مصادر کا استعمال کیا گیا ان کی فہرست کافی طویل ہے، اس میں معروف تفاسیر، صحاح ستہ اور فقہ حنفی کی کتب سے جس قدر جزئیات نقل کئے گئے اس کی مثال شاذ ہی نظر آتی ہے، جیسے بیضاوی، تفسیر معینی، تفسیر البکری، تفسیر قرطبیؒ، تفسیر جلالین، تفسیر مدارک، تیسیر البیان، الکشاف، عمدۃ القاری، شرح مسلم، مرقاۃ المفاتیح، اللمعات، اشعۃ اللمعات، اسعاف الابرار، طیبی، مقالید الاسلام، شرح المواقف، الاتحاف السنیۃ، مکتوبات امام ربانی، جمع الوسائل، شرح الحصن، صراط المستقیم، سفر سعادۃ، طریقۃ محمدیہ وغیرہ کے حوالہ جات موجود ہیں۔ یہاں چند اہم کتب فقہ حنفی کا تذکرہ کرنا مناسب سمجھتا ہوں، جن میں کتب ظاہر الروایۃ، فتح القدیر، بدائع الصنائع، بحر الرائق، نہر الفائق، تبیین الحقائق، شرح الوقایہ، منح الغفار، جامع الرموز، امداد الفتاح و مراقی الفلاح حاشیۃ الدرر، مجمع الانہر، الدر المنتقی، غمز عیون البصائر، مختصر القدوری، الہدایۃ، المحیط البرہانی، قنیۃ المنیہ، فتاوی قاضی خان، فتاوی ہندیۃ، منحۃ الباری، شرح ابی الطیب السندی، تحفۃ الاخیار شرح الدر المختار، رش الانوار وغیرہ کے علاوہ سندھی علماء کی کتب جیسے فرائض الاسلام، سراج المصلی، المتانۃ، فاکہۃ البستان، بیاض ہاشمی، نور العین فی اثبات الاشارۃ فی التشہدین سے استفادہ کرتے ہیں۔

خلاصہ بحث:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کو علوم نقلیہ اور علوم عقلیہ پر کمال بصیرت حاصل تھی، احادیث، فقہی جزئیات پر غیر معمولی مہارت حاصل تھی، اس مختصر جائزے سے بیاض واحدی کی جامعیت و اہمیت بیان کرنے کی کوشش کی ہے، مخدوم صاحب نے رسم فتوی نویسی کے اصول و ضوابط کی روشنی میں مسائل کا بیان، تنقیح و توضیح سمیت کثیر جزئیات اور دلائل کا اہتمام کیا ہے، نیز اقوال میں تطبیق و ترجیح سمیت کثیر فوائد سے اس بیاض کو مزین کیا ہے۔ اس قدر عمدہ خوبیوں سے مرصع یہ عظیم کتاب ارباب علم و تحقیق کی توجہ کی طلب گار ہے کہ اس کو تحقیق کے ساتھ عمدگی و باوقار انداز سے زیور طباعت سے آراستہ کیا جائے تاکہ جہاں علم کے متلاشی اس عظیم کتاب سے مستفید ہوتے رہیں وہاں افتاء سے

وابستہ افراد بھی رہنمائی حاصل کر سکیں۔

References

(1) Baladhuri, Ahmad Bin Yahya, Futooh-ul-Buldan, Mataba lajanat al bayan, cairo, vol. 03, p.530

(2) Siddiqui, Makhdoom Saleemullah, Rasail Sevistani, Sindhi Adabi Board, Jamshoro, p. 04. & Wafai, Deen Muhammad, Tazkirah Mashaheer Sindh, Sindhi Adabi Board, Jamshoro, vol. 01, p.156

(3) Wafai, Deen Muhammad, Tazkirah Mashaheer Sindh, Sindhi Adabi Board, Jamshoro, vol. 01, p.157 & Al-Raheem, Shah Waliullah academy, Hyderabad, p. 45

(4) Ibid, vol. 01, p.156

(5) Ibid, vol. 01, p.203

(6) Ibid, vol. 01, p.206

(7) Mujaddedi , Fazlullahm, Umdatul Maqamat, litho printing, lahore, p. 493. & Wafai, Deen Muhammad, Tazkirah Mashaheer Sindh, Sindhi Adabi Board, Jamshoro, vol. 01, p.205

(8) Hafiz, Shabeer Ahmed, Makhdoom Muhammad Halai, Hayat o Khidmat, (PhD thesis) University of Sindh, p. 497

(9) Siddiqui, Makhdoom Saleemullah, Muqadamma Biyaz-e-Wahidi, Sindhi Adabi Board, Jamshoro, p. 09.

(10) Azhari, Dr Haq Nabi, Husun ul Fahm o taqul, Dar ul Zia, Kuwait, p. 69, 70. & Siddiqui, Makhdoom Saleemullah, Muqadamma Biyaz-e-Wahidi, Sindhi Adabi Board, Jamshoro, p. 13

(11) Siddiqui, Makhdoom Saleemullah, Muqadamma Biyaz-e- Wahidi, Sindhi Adabi Board, Jamshoro, p. 21.

(12) Qaf, 50:16

(13) Sevistani, Makhdoom Abdul Wahid, Biyyaz-e-Wahidi, Maktaba Haqaniya, Quetta, vol. 01, p.05

(14) Ibid, vol. 01, p.126

(15) Ibid, vol. 01, p.96

(16) Ibid, vol. 01, p.11

(17) Ibid, vol. 01, p.45

(18) Ibid, vol. 01, p.17

(19) Ibid, vol. 01, p.138

(20) Ibid, vol. 01, p.40

(21) Ibid, vol. 01, p.41

(22) Ibid, vol. 02, p.431

(23) Ibid, vol. 01, p.299

(24) Ibid, vol. 01, p.17

(25) Ibid, vol. 01, p.08

(26) Ibid, vol. 01, p.287

(27) Ibid, vol. 01, p.125

(28) Ibid, vol. 01, p.299

(29) Ibid, vol. 01, p.278

(30) Ibid, vol. 01, p.125

(31) Al-Baqarah, 02:156

(32) Ibid, vol. 01, p.279

(33) Ibid, vol. 01, p.264